ADAB-O-SAQAFAT, A Research & Refereed Journal (ISSN-2455-0248) March 2021, P:249-257
Dr. Shakeel Ahmad, Urdu Zaban mein Islamiyat ki Tadrees-o-Tahqeeq: Masail, ...

شکیل احمد

اردو زبان میں اسلامیات کی تدریس و تحقیق: مسائل، مواقع اور اہداف

دنیا کے مختلف خطوں میں عروج پانے والی تہذیبوں مثلاً یونان وروم، چین اور ہندوستان نیز ایران میں تعلیم کی مقبولیت اور تعلیمی سرگرمیوں کے آثار تاریخ کے صفحات میں درج ملتے ہیں۔لیکن ایک تلخ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام تہذیبوں میں تعلیمی وتدریسی مشاغل پر ان کے مخصوص گروہ یا طبقہ کی اجارہ داری قائم تھی۔(1) اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب اور بے مثال تہذیب ہے، جس نے تعلیم کو تمام انسانوں کی بنیادی ضرورت اور اس کا حصول ہر فرد عاقل کے لئے فرض قرار دیا۔(2) یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہی اسلامی ہدایات تمام انسانوں کے لئے ان کی بنیادی تعلیم کا محرک ثابت ہوئیں۔حالانکہ یہ درست ہے کہ اسلام نے تمام مسلمانوں کے لئے جس علم کا حصول لازم قرار دیا ہے، اس کا اطلاق علم کے اس حصہ پر خصوصیت کے ساتھ ہوتا ہے جسے بعد میں بنیادی دینی تعلیم کا نام دیا گیا، لیکن اس فرضیت نے مسلمانوں کی ذھن سازی جس انداز میں کی، اس کے نتیجہ میں مسلمانوں نے دیگر نافع علوم میں محققانہ تخلیقات وایجادات کا دروازہ کھول دیا۔اس بات کے قطعی ثبوت مہیا ہیں کہ یوروپ کی نشاۃ ثانیہ پر اسلامی افکار کی واضح چھاپ پائی جاتی ہے۔(3)

عہد ماقبل میں ایتھنز میں 320 ق م میں تعلیمی اصلاحات کا ذکر ملتا ہے، لیکن یہ تہذیب جلد ہی معدوم ہوگئی اور اس کے شہری غلام بنا لئے گئے، حالانکہ رومن تہذیب میں ایتھنز کے اساتذہ کی بڑی قدردانی کی گئی۔ ہیلنی (Hellenic) اور رومی تہذیب کی تعلیم سات لبرل علوم وفنون: گرامر، علم مناظرہ،

منطق، حساب، جیومیٹری، موسیقی اور علم نجوم پر مبنی ہوتی تھی، جو الٰہیات، طب اور قانون کی تعلیم میں مرحلہ ثالث کے علوم سمجھے جاتے تھے۔ جب رومن واپس گئے تو یہ سب ختم ہو گیا۔ پھر 597ء میں جب سینٹ آگسٹائن نے انگلستان کو مسیحیت سے متعارف کرایا تو چرچ کی خدمات کے لئے انہیں تربیت یافتہ افراد کی ضرورت محسوس ہوئی جس کے بعد انہوں نے مذہبی نغمے پڑھنے کے لئے گرامر اسکول اور لاطینی تعلیم کے لئے گراد (Grad) اسکول قائم کئے۔ یہ کرشچیئن حضرات کے لئے بنیادی دینی تعلیم کا حل سمجھا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ احساس بھی پایا جاتا تھا کہ لاطینی زبان سے واقفیت غیر کرشچیئن متون کا دروازہ کھول سکتی ہے۔ تاہم چرچ نے شرفاء کے بچوں اور یونیورسٹی میں داخلہ کا ارادہ رکھنے والے بچوں کے لئے تعلیمی توسیع منظور کر کے ثانوی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے ساتھ کومینیس (Comenius) اور جان لاک نے فروغ علم کے مقصد سے لاطینی متون کی تعلیم پر زور دیا۔ (4)

بہر حال نشاۃ ثانیہ کے دور تک چرچ ہی ثانوی تعلیم کا اہم ذریعہ بنا رہا۔ 1100ء کے بعد جب شہروں کی تعداد تیزی سے بڑھنے لگی تو کچھ گرامر اسکول چرچ سے آزادانہ طور پر بھی قائم ہوئے اور کچھ اسکول عام لوگوں کو دے دیئے گئے۔ البتہ جو یونیورسٹیاں قائم ہوئیں ان میں مذہبی خدمات کی تعلیم بالکل نہیں دی جاتی تھی۔ نشاۃ ثانیہ میں عوام کو سب سے اہم حق یہ دیا گیا تھا کہ وہ بائبل کی تشریح اہل چرچ کی مداخلت کے بغیر اپنے طور پر کر سکتے تھے جو بالعموم مقامی زبانوں میں ہوتی تھی۔ اسی دور میں استعمار نے سر ابھارا اور جیومٹری، زبانوں اور انتظامی صلاحیتوں کی مانگ بڑھ گئی۔ جس سے عوام الناس کے بچوں نے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا۔ لیکن پریس کی ایجاد اور بائبل کے ترجمہ کے بعد بھی لاطینی زبان کیتھولک چرچ اور شرفاء کا امتیاز بنی رہی۔

عہد اصلاحات میں ریاست نے تعلیم کا کنٹرول چرچ سے چھین کر خود اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ 1868ء میں سماج کے مختلف طبقات کے لئے تعلیم میں ان کا حصہ طے کر دیا گیا: مزدوروں کے لئے 4 برس، تاجروں کے لئے 5 برس اور سر برآوردہ طبقات کے لئے 7 برس۔ اس طرح ریاستی کنٹرول کے ساتھ تعلیم پر سیاسی کرن کا رنگ بھی چڑھا۔ 1870ء میں انگلینڈ کے ابتدائی تعلیمی ایکٹ کے تحت قائم پرائمری تعلیمی اداروں کو ثانوی تعلیم دینے سے روک دیا گیا۔ 1902ء کے بالفورس ایکٹ کے ذریعہ لازمی تعلیم کی عمر 12 برس طے کی گئی، جسے 1918ء کے فشر ایکٹ میں بڑھا کر 14 برس کر دیا گیا۔ ہیڈو

(Hadow) رپورٹ برائے تعلیم بالغان نے پرائمری تعلیم کی حد 11 برس طے کی جس کے بعد ثانوی تعلیم اس سے جدا کر دی گئی۔

بعد کی بڑی پیش رفت میں دو واقعات اہم ہیں: پہلا یہ کہ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد نومبر 1942ء تا دسمبر 1945ء لندن میں اتحادی ممالک کے وزرائے تعلیم کی میٹنگیں ہوتی رہی تھیں، جن کے نتیجہ میں یونیسکو قائم ہوا، جو بعد میں اقوام متحدہ کا ایک ذیلی ادارہ بن گیا۔ 1946ء میں یونیسکو کی پہلی جنرل کانفرنس اس کے ڈائرکٹر جنرل جولین ہکسلے کی صدارت میں ہوئی۔ یونیسکو پہلے دن سے یہ مانتی رہی ہے کہ تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں نئی نسل کی زندگی اور مشاغل کو وقت سے ہم آہنگ رکھنے کے لئے ثانوی تعلیم کو نیا رخ دیتے رہنا ضروری ہے۔ چنانچہ اب اس نے اس تعلیم میں 'جینے کی صلاحیتوں' (Life Skills) کو بھی شامل کر لیا ہے۔ یونیسکو کی رہنمائی میں 'سب کے لئے تعلیم' نامی تحریک بھی چل رہی ہے جس کا فوکس ہے 'آفاقی بنیادی تعلیم' جو ملینیم ترقیاتی مقاصد کے تحت 2015ء تک آفاقی پرائمری تعلیم کے حصول کا نصب العین تھا۔(5)

دوسرا بڑا واقعہ 1947ء میں اقوام متحدہ کے باضابطہ قیام کا تھا۔ 1948ء میں جاری اقوام متحدہ کے اعلامیہ آفاقی حقوق انسانی میں ابتدائی اور بنیادی تعلیم کا حصول تمام انسانوں کا حق تسلیم کیا گیا تھا۔ 1989ء میں اقوام متحدہ نے کنونشن برائے حقوق اطفال منظور کر کے تمام بچوں کے لئے پرائمری تعلیم مفت اور لازمی کر دی۔ ثانوی تعلیم مفت اور لازمی تو نہیں ہے لیکن یہ تمام بچوں کو دستیاب اور ان کی رسائی میں ہونی چاہئے۔ لیکن ثانوی تعلیم ہنوز متنازعہ ہے۔

بنیادی تعلیم:

بنیادی تعلیم (basic education) جب آئی ایس سی ای ڈی کی جانب سے 1997ء میں زور وشور کے ساتھ پیش کی گئی تھی تو یہ کہا گیا تھا کہ یہ وہ تعلیم ہے جو لازمی تعلیم کی پوری مدت کا احاطہ کرتی ہے۔ لیکن اس کی بھی مختلف ممالک نے اپنے اپنے طور پر الگ الگ تشریح کی تھی۔ بعد میں 1990ء میں جوم ٹین (Jomtien) میں بنیادی تعلیم کی وضاحت میں کہا گیا: 'یہ ایک ایسی سرگرمی ہے جو 'بنیادی ضروریات آموزش' پوری کرنے کی غرض سے وضع کی گئی ہے اور اس کی بہم رسانی کا خاص ڈیلیوری نظام ہے: پرائمری اسکولنگ۔ یہاں سب کے لئے بنیادی ضروریات آموزش سے مراد لی گئی تھی: ابتدائی بچپن

کی دیکھ بھال اور ترقیاتی مواقع یا بالفاظ دیگر اعلیٰ کوالٹی کی پرائمری اسکولنگ یا اس کے متبادل بیرون اسکول تعلیم یعنی خواندگی، بنیادی علم (Learning to Know) اور جینے کی صلاحیتوں کی تربیت لیکن اس کے ساتھ یہ بھی فرض کیا گیا تھا کہ بنیادی علم اور جینے کی صلاحیتوں کی تربیت ثانوی تعلیم کی ذمہ داری ہے۔

روایتی طور پر بنیادی تعلیم 'تھری آرس' 3R's تک محدود رہی ہے۔ اسلامیات کے طلباء اپنی زندگی کے ابتدائی ایام سے اس تعلیم میں دین اسلام کا بنیادی علم اور اس پر عمل بھی شامل سمجھتے آئے ہیں۔ اس کے برعکس مغرب کے لبرل طبقات جو انسان کو ایک مشین سے برتر مقام دینے پر راضی نہیں اور اخلاقیات اور مذہب کو تو لغو اور مہمل بلکہ مضر قرار دیتے ہیں۔ وہ بنیادی تعلیم میں کچھ دوسرے ہی مضامین شامل کرنا چاہتے ہیں، مثلاً

1. صحت عامہ کے لئے نافع مضامین: ایچ آئی وی یا ایڈز کا پھیلاؤ، اس کا ٹیکہ، متاعت اور علاج، جنسی مساوات کی تعلیم، بہتر تغذیہ، بچوں کی کم تر شرح اموات۔
2. روزمرہ کے مسائل میں معاون مضامین: بہتر توقع حیات، برتھ کنٹرول کے ذریعہ آبادی کا سریع بدلاؤ۔ اور
3. معیشت کے لئے مفید مضامین: بڑھی ہوئی قوت خرید، روایتی زمروں میں بہتر پیداوار، سروسز کی بہتر مانگ، جمہوریت، حقوق انسانی، حکمرانی اور سیاسی استحکام پر اثر انداز ہونے کے لئے مسائل کے حل کے غیر تشدد پسند طریقے، متصادم انسانی گروہوں کے مابین بہتر باہمی مفاہمت۔

اس پس منظر میں ان سفارشات اور تجاویز کو قلم بند کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، جو اسلامیات کے طلبہ اور اساتذہ کو آنے والے مستقبل کا مقابلہ کرنے کے لئے ناگزیر معلوم ہوتی ہیں:

☆ اسلامیات کی تدریس میں وہ کسی بھی سطح کی ہو، اس بات کا خاص دھیان رکھنا چاہئے کہ اس کے متعلمین میں کچھ تو غیر مسلمین ہو سکتے ہیں، جن کی علمی دلچسپی اکیڈمک اور ذاتی ذوق کے رنگ میں ہوگی۔ لیکن باقی متعلمین مسلم ہوں گے، جن کے لئے اسلام محض مطالعہ کی چیز نہیں بلکہ ان کا طرز حیات ہوگا اور اسی بناء پر اسلامیات کو بنیادی تعلیم میں لازماً شامل کیا جاتا ہے۔ اور یہ شمولیت یونیسکو کی فکر اور فلاسفی کے مطابق ہے۔ بنیادی تعلیم کی عمر دراصل وہی ہوتی ہے جس میں اسلام کی فلاسفی اور روایات کے مطابق کردار کو ڈھالا جا سکتا ہے۔ بنیادی تعلیم میں اسلامیات کا التزام اس

کے اس تعلیمی تصور سے ہم آہنگ ہے کہ تعلیم کو تدریب اور تادیب سے جدا نہیں سمجھا جا سکتا۔

☆ اسلامیات کے مسلم طلباء کے لئے محض نظری تعلیم کافی نہیں ہوسکتی، بلکہ ان پر عمل بھی ان کے کریکولم کا حصہ ہونا چاہئے۔ اس لئے ان کی تعلیم کے ساتھ ان کی عبادات اور اخلاق پر بھی توجہ دی جانی چاہئے۔

☆ اسلامیات کی بنیادی تعلیم کے دیگر مضامین حسب روایت تھری آرس (3Rs) پر ہی مشتمل ہوں گے، لیکن اسلامیات کے طلبہ کے لئے اردو، ہندی اور انگریزی کے علاوہ عربی اور فارسی میں دستگاہ مزید معاون ہوگی۔

☆ زبانوں کی تعلیم میں ان کے تلفظ اور املاء پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ خاص طور سے اردو کی تدریس میں۔

اس سلسلہ میں رسم خط کی نقل لفظی (Transliteration) کے لئے دیوناگری رسم خط کی مدد لی جاسکتی ہے۔ خاص طور پر غیر اہل زبان میں اردو کی تدریس کے لئے۔

☆ اردو تلفظ و املاء میں دشواری کی ایک وجہ ان سے متعلق لٹریچر کی کمیابی بھی ہے جس پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

☆ تلفظ واملاء کے لئے کمپیوٹر اور دیگر الیکٹرانک وسائل سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

☆ چونکہ تدریسی وسائل میں کمپیوٹر اور آڈیو ویڈیو ایک ناگزیر حصہ بن چکے ہیں، اس لئے کوشش ہونی چاہئے کہ اسلامیات کے طلبہ اپنی بنیادی تعلیم مکمل کرتے کرتے ان وسائل کی عملی مشق میں مہارت حاصل کرلیں اور ان کی مدد سے اپنا ہوم ورک کرنے کے قابل ہوجائیں۔

ثانوی تعلیم:

1997ء میں تعلیم کی بین الاقوامی معیاری درجہ بندی کی گئی تھی۔ جس میں پرائمری سے لیکر یونیورسٹی تعلیم تک کے وقفہ کو جونیئر (junior)، سیکنڈری تعلیم اور اپر (upper) سیکنڈری تعلیم میں تقسیم کر کے کل سطحوں کی نشاندہی کی گئی تھی۔

سطح صفر: قبل پرائمری تعلیم

سطح 1: پرائمری تعلیم یا بنیادی تعلیم کا پہلا مرحلہ

سطح 2: زیریں سیکنڈری یا بنیادی تعلیم کا دوسرا مرحلہ (چھ برسوں کی پرائمری تعلیم کے بعد سطح (3) کے کورسز میں داخلہ لیا جا سکتا ہے یا ملازمت اختیار کی جا سکتی ہے یا پیشہ وارانہ تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے۔ چھ برسوں کی تعلیم کو ISCE01 میں رکھا گیا ہے، جبکہ زیریں سیکنڈری تعلیم ISCE02 ہے۔ یہ دونوں تعلیمات مل کر بنیادی تعلیم کا نصاب مکمل کرتی ہیں۔)

سطح 3: اپر سیکنڈری تعلیم (جو بنیادی تعلیم کی دوسری سطح یعنی زیریں سیکنڈری تعلیم کے خاتمہ کے بعد دی جاتی ہے۔)

سطح 4: بعد سیکنڈری غیر ثالثی (non tertiary) تعلیم۔ زیریں اور بالائی سیکنڈری تعلیم 2 تا 5 برس تک چل سکتی ہے۔

سطح 5: درجہ ثالث کی تعلیم کا پہلا مرحلہ (جو سطح نمبر 4 کی تکمیل کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اس مرحلہ کے طلبہ کی اوسط عمر 14 تا 16 برس ہوتی ہے۔)

سطح 6: درجہ ثالث کی تعلیم کا دوسرا مرحلہ (جسے اعلیٰ تعلیم کا جز و سمجھنا چاہئے۔)

ثانوی تعلیم کی تنظیمی شکل ہائی اسکول، اکیڈمی، جمنا زیم، لائی سیم، مڈل اسکول، اپر اسکول، کالج، پیشہ وارانہ اسکول یا پریپریٹری اسکول کی ہوسکتی ہے، جن کے مختلف ممالک میں مختلف معانی لئے جاتے ہیں۔ بہر حال یہ تعلیم دو مرحلوں (سطح نمبر 2 اور سطح نمبر 3) میں دی جاتی ہے۔ اور پرائمری تعلیم کے 6 برسوں کے بعد شروع ہوتی ہے۔ اس تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم، پیشہ وارانہ تعلیم یا ملازمت کے مراحل آتے ہیں۔ بیشتر ممالک میں 16 برس کی عمر تک ثانوی تعلیم لازمی ہے۔ بچے عام طور پر 11 برس کی عمر میں ثانوی تعلیم میں داخل ہوتے ہیں اور وہ یہ لازمی تعلیم 19 برس کی عمر تک پا سکتے ہیں۔ اس طرح ثانوی تعلیم کے ذریعہ بلوغت میں داخل بچوں کی تربیت کی جاتی ہے۔ اس عمر میں ان کی جسمانی، دماغی اور جذباتی نشو ونما سب سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کے اقدار اور رجحانات بھی اسی عمر میں راسخ ہو جاتے ہیں۔

اس روشنی میں اسلامیات کی ثانوی تعلیم کے لئے مفید بعض سفارشات اور تجاویز حسب ذیل ہیں:

☆ اسلامیات کی تعلیم کے تمام طلبہ کی تحریر وتقریر اور گفتار و کردار میں میانہ روی اور اعتدال کا رجحان پیدا کرنے کی مشق خاص طور پر کرائی جانی چاہئے۔

☆ اردو زبان میں ثانوی تعلیم کا غالباً سب سے بڑا مسئلہ ہے معیاری درسیات کی بروقت فراہمی۔ مختلف مضامین کی درسیات، امدادی کتب اور رہنما مواد اردو زبان میں بہت کم ہیں۔اس طرف فوری بلکہ ہنگامی توجہ کی ضرورت ہے۔

☆ ثانوی مرحلہ کے لئے اردو زبان کی معیاری لغات، معاجم، قوامیس اور پیشہ وارانہ مسطلحات کی مکتوبی اور الیکٹرانک اشاعت بھی فوری طور پر درکار ہو۔درسیات کے مفقود ہونے سے اردو زبان میں معیاری تعلیم اس حد تک ناقص ہو جاتی ہے کہ بعض یونیورسٹیاں اعلیٰ تعلیم میں اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کا حقدار نہیں سمجھتی ہیں۔

یاد رہے کہ ثانوی تعلیم کی کامیابی ہی اعلیٰ تعلیم کا دروازہ کھولتی ہے جسے مجملہ طور پر درجہ ثالث (Tertiary) تعلیم یا مابعد ثانوی (Post Secondary) تعلیم کہا جاتا ہے۔

اعلیٰ تعلیم:

ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم کا مطلب ہوتا ہے ثانوی تعلیم کے بعد حاصل کی جانے والی تعلیم جس میں ہائی اسکول کے بعد حاصل کئے جانے والے کچھ ڈپلوماز بھی شامل ہیں۔اس لئے عام طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم یونیورسٹیاں فراہم کرتی ہیں جو بی۔اے سے لیکر تحقیق تک کی تعلیم دیتی ہیں۔پچھلے کچھ برسوں سے یونیورسٹیوں کے ساتھ پروفیشنل تعلیم مثلاً انجینئرنگ، طب، انتظامی اور دیگر تعلیمات کے اداروں کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔لیکن پورا نظام بیوروکریسی کی گرفت میں پھنسا ہوا ہے۔اس لئے اعلیٰ تعلیم سے شکوہ وشکایت بھی عام ہے۔(6) اس کے کچھ تاریخی اسباب بھی ہیں، مثلاً ہندوستان میں جب اعلیٰ تعلیم شروع کی گئی تو بی۔اے کی ڈگری سماجی حیثیت اور سیاسی رسوخ کا پیمانہ بن گئی۔ چنانچہ ہر شخص اپنے نام کے ساتھ بی۔اے لکھنے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ظاہر ہے کہ ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم بھی ارتقائی مراحل میں ہے اور ابھی اس کی اصلاح کے لئے بہت کچھ کیا جانا ہے۔یہی بات اسلامیات کی تعلیم وتحقیق کے لئے بھی کہی جاسکتی ہے۔

اس سلسلے میں ان سفارشات کو قلم بند کرنا مناسب ہوگا، جو اسلامیات کی اعلیٰ تعلیم کے مراحل میں درکار ہوسکتی ہیں:

اعلیٰ تعلیم میں بی۔اے سے لیکر تحقیق تک کے مراحل شامل ہیں جن کا مقصد ہوتا ہے متعلم میں

علمی خود کفالت پیدا کرنا۔ یہ کام گریجویٹ سطح پر ہی شروع کر دینا چاہئے اور تحقیق کو اس لیاقت کا شاہد ہونا چاہئے کہ متعلقہ شخص خود اپنے طور پر سارا کام نمٹا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض ضروری سفارشات حسب ذیل ہیں:

☆ گریجویٹ طلبہ کے ہوم ورک میں تخلیقی مشق لازماً شامل ہونی چاہئے۔

☆ ایک زمانہ قبل فینسکی نے قرآن اور احادیث کے معاجم کی تدوین اپنے طلبہ کے ہوم ورک کی شکل میں کرائی تھی اور اس کام کو اس نے جہاں چھوڑ دیا وہ آج تک وہیں پڑا ہوا ہے۔ یہ اور اس طرح کے دیگر کام اسلامیات کے اعلیٰ تعلیم کے طلبہ کی مدد سے آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

☆ اسلامیات کی اعلیٰ تعلیم کے طلبہ اسلامیات کی مستند کتب کے انڈکس بنانے کا کام بھی کر سکتے ہیں، جو اکثر انڈکس نہ ہونے کی وجہ سے ریفرنس کے کام میں مشکل پیدا کرتی ہیں۔

☆ اسلامیات میں تحقیق کے امیدواران کے ذریعہ یونیورسٹی کی غیر مطبوعہ تحقیقات کا ریویو بھی کرایا جا سکتا ہے جس سے انہیں اپنے موضوع کا انتخاب کرنے کا سلیقہ آ جائے گا۔

تحقیق:

ہر زمانہ میں سماج کے حالات اور ضروریات کے مطابق علمی وفکری طور پر تحقیق کا عمل جاری رہتا ہے۔ اس سے افراد اور معاشرہ کی ترقی بھی ہوتی ہے اور افکار ونظریات بھی پروان چڑھتے ہیں۔ تحقیق کے ذریعہ جو ایجادات اور اختراعات ہوتی ہیں وہ ساری انسانیت کی فلاح وبہبود کا سبب بنتی ہیں۔ اس کے بغیر افراد جمود اور معاشرہ تقلید کا شکار ہو جاتا ہے، کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس سے علم کا سفر آگے بڑھتا ہے۔

آج بھی مسلمانوں کے پاس ہر طرح کے علوم وفنون مکمل جامعیت، تفصیلات اور تنوعات کے ساتھ موجود ہیں۔ وہ اس وقت قابل عمل اس لئے نہیں ہیں کہ ہم نے انھیں بدلتے ہوئے حالات اور سماج کی موجودہ ضرورت سے ہم آہنگ نہیں کیا۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم علمی اور عملی دونوں سطحوں پر لوگوں کے مسائل کا اطمینان بخش حل پیش کریں۔

اس تناظر میں ہندوستان کے موجودہ حالات میں اسلامیات کی تحقیق کے لئے چند سفارشات اور تجاویز اہمیت کی حامل ہیں۔

☆ تحقیق کے روایتی موضوعات کو ترک کر کے ایسے موضوعات کا انتخاب کیا جائے جو انسان کی عملی

زندگی سے تعلق رکھتے ہوں۔

☆ اسلامی تہذیب کے گراں قدر سرمایہ کو تحقیق کا موضوع بنایا جائے۔تاکہ ان علمی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔

☆ ہندوستان میں امن وشانتی کی فضاء تیار کرنے اور قومی یکجہتی کے فروغ کے لئے اسلام کی رواداری اور مذہبی آزادی کی تعلیمات کو پیش کیا جانا چاہیے، تاکہ برادران وطن کے ساتھ ایک بہتر رشتہ استوار ہو سکے۔

☆ ملک میں موجود مختلف طرح کی نابرابری کے اس ماحول میں اسلام کی عدل ومساوات کی اعلیٰ قدروں کو بھی اجاگر کرنا چاہیے جو ساری انسانیت کے لئے راحت وسکون کا سبب بن سکتی ہیں۔

حوالے:

1. پروفیسر سید محمد سلیم، آغاز اسلام میں مسلمانوں کا نظام تعلیم، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، 2008ء، ص:3

2. پروفیسر خورشید احمد، اسلام کا نظریہ تعلیم، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دہلی، 1994ء، ص:3-4

3. Derak Gillard, Education in England - A Brief History, 1998

4. The Pedagogy of Comenius, pp. 191-192 John Locke in, C J Curtis, M.E.A. Boult-wood, A Short History of Educational Ideas, Univeristy Totonal Press Ltd, London, 1953, pp. 244

5. (ISCED) 1997 – UNESCO Institute for Statistics

6. www.the hindubusinessline.com/opinion/why-higher-education-lack of quality-in-India/article, 9916057.ece

---

ڈاکٹر شکیل احمد، شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، مانو، حیدرآباد میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔